احمدیوں کا فرض ہے کہ نفسانی جذبات کو فنا کردیں
اور اپنے آپ کو طیش میں نہ آنے دیں

(خطبہ جمعہ فرمودہ6/ستمبر 1974ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہد و تعوذاور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

پچھلے دنوں مجھے دورانِ سر کی شدید شکایت رہی۔ اللہ تعالیٰ نے فضل کیا اب کافی آرام ہے کچھ تھوڑا سابقایا اس کا رہ گیا ہے دعا کریں اللہ تعالیٰ بقیہ تکلیف کو بھی دور کرے۔

ہمارا کلمہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اپنے اندربڑے عمیق اوروسیع معانی رکھتا ہے اورسچ تو یہ ہے کہ خلقِ عالمین کامنبع اورسرچشمہ بھی یہی ہے۔ اس کے دو۲ اجزاء ہیں پہلا جزو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے۔ جس کے معانی حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بتا کر کہ محاورۂ عرب اور لغتِ عربی کوسامنے رکھیں تو اس کے جو معنی ہمیں معلوم ہوتے ہیں وہ چار ہیں۔ ایکؔ یہ کہ سوائے اللہ کے اورکوئی انسان کا مطلوب نہیں۔ دوسرےؔ یہ کہ بجزاللہ کے کوئی اورہمارا محبوب نہیں اور تیسرےؔ یہ کہ اللہ کے سوا ہمارا کوئی اورمعبود نہیں اورچوتھےؔ یہ کہ اللہ کے سوا ہمارا کوئی مطاع نہیں ہے۔

مطاع کے معنوں کو اگر ہم ذہن میں رکھیں تودوسرا جزوسامنے آجاتا ہے مُحَمَّدٌرَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ اگر انسان نے اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار بننا ہو اور اس کے لئے اس نے کوشش کرنی ہو تو فرمانِ الٰہی اس کو معلوم ہونا چاہیئے اورجب ہم فرمان کو معلوم کرنے کی کوشش کریں تو فرمان لانے والے کا ہمیں پتہ لگتا ہے اور نوعِ انسانی کی زندگی کے آخر میں وہ کامل ہدایت لانے والا خاتم الانبیاء محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم آیا تو فرمان لانے والے آج دنیا میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اورفرمان کی حقیقت کوپہچاننے اور اس کے مطابق زندگی کوگزارنے کے لئے ضروری ہے کہ فرمان لانے والا اپنی امت کیلئے اسوہ بنے۔ پس بطور رسول کے اور بطور اسوہ کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ضروری

ہے تا اللہ تعالیٰ جو صرف وہی مطاع ہے اس کی فرمانبرداری صحیح معنوں میں ہوسکے۔ یہ اس وسیع مضمون کا خلاصہ ہے۔

جب ہم ان چارباتوں کی طرف دیکھتے ہیں جولآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ یعنی پہلے حصہ میں پائی جاتی ہیں تو ہمیں پتہ لگتا ہے کہ سوائے اللہ کے انسان کا کوئی مطلوب نہیں ہے۔ اسی کوہم نے طلب کرنا ہے۔ اس کیلئے ضروری ہے کہ معرفت حاصل ہو۔ ہم پہچانیں کہ اللہ کسے کہتے ہیں؟ کس ہستی کو اسلام نے اللہ کہا ہے؟ معرفتِ باری کاپایا جانا اور اس کی تلاش کرنا یہ مطلوب کے مفہوم میں پایا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے خود قرآن عظیم میں اپنا تعارف یوں کروایا ہے اوراپنی معرفت پیدا کرنے کے لئے ہمیں یہ کہا کہ اللہ وہ ذات ہے کہ جو تمام صفات حسنہ سے متصف ہے اورجو تمام نقائص اورکمزوریوں سے منزّہ ہے۔ کوئی کمزوری یا نقص اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب نہیں ہوسکتا اورہروہ خوبی جو ایک فطرتِ صحیحہ کے نزدیک ایک کامل ہستی کے اندر پائی جانی متصور ہوسکتی ہے وہ اللہ تعالیٰ میں پائی جاتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی صحیح معرفت ہے اور معرفت کے نتیجہ میں محبت پیدا ہوتی ہے۔ جب تک انسان کسی کے حسن واحسان سے واقف نہ ہو، اس کا عرفان نہ رکھے اس وقت تک محبت پیدا ہی نہیں ہوسکتی۔ مجازی محبت پیدا نہیں ہوسکتی تو جو حقیقی ہے وہ کیسے پیدا ہوسکتی ہے؟

پس محبت کیلئے معرفت کا پایا جانا ضروری ہے اورلآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ ہمیں بتاتا ہے کہ انسان کا مطلوب سوائے اللہ تعالیٰ کی ہستی کے اورکوئی نہیں ہوسکتا اس واسطے انسان کے لئے فرض ہے کہ وہ خداتعالیٰ کی ہستی کا عرفان رکھے۔ اس کی معرفت حاصل کرے اس کو جانے پہچانے۔ علم رکھے کہ وہ ہے کیا (کن صفات کی مالک وہ ہستی ہے) اورجب ہم قرآنِ کریم پرغور کرتے ہیں توہمارے سامنے اللہ کی عظمت، اس کا جلال، اس کی کبریائی، اس کاحسن اور اس کا احسان آتا ہے وہ عظیم ہستی ہے جب انسان کے دماغ میں اس کا صحیح تصور آئے توانسان کی روح تڑپ اٹھتی ہے، محبت کا ایک سمندر اس کے اندر موجزن ہوتا ہے۔

اوردوسری بات لآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ میں یہ ہے جو معرفت کے بعد پیدا ہوتی ہے کہ سوائے اللہ کے ہمارا محبوب کوئی نہیں۔ محبت دوباتوں کا تقاضا کرتی ہے ایک تقاضاہے محبت کا اس خوف کا پیدا ہوجانا کہ ہمارا محبوب ہم سے کہیں ناراض نہ ہو جائے اس کو اسلام کی زبان میں خشیت اللہ کہتے ہیں۔ خشیت وہ خوف نہیں جو ایک خونخوار درندے کو

دیکھ کر انسان کے دل میں پیدا ہوتا ہے خشیت وہ جذبہ ہے جو اللہ، اس عظیم ہستی کے جلال کو دیکھ کر اور اس کے حسن کا گرویدہ ہوکر اس کے احسان تلے پس کر اس احساس کے ساتھ کہ اتنے احسانات ہیں کہ ہم اپنی زندگیوں میں اس کا شکر بھی ادا نہیں کرسکتے۔ یہ خوف پیدا ہوتا ہے کہ کہیں یہ عظیم اورصاحب جلال واقتدار ہستی ہم سے ناراض نہ ہوجائے اوراس کے نتیجہ میں ہم اس کی محبت کوکھو بیٹھیں اوراپنی اس کوشش میں کہ ہم اس کی رضا کو حاصل کریں ناکام ہوجائیں۔ یہ ہے خشیت جو اللہ تعالیٰ کی پیدا ہوتی ہے اوراللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ میری معرفت کے حصول کے بعد جب تم محبت کے میدانوں میں داخل ہوگے۔ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِي (البقرۃ:151) اس وقت یہ یادرکھنا کہ صرف میری ہی ذات وہ صاحب جلال ذات ہے کہ جس کے متعلق جذبۂ خشیت انسان کے دل میں پیدا ہونا چاہیئے کسی اور ہستی میں نہ وہ جلال ہے نہ وہ عظمت نہ اس کا وہ حسن نہ اس کا وہ احسان کہ انسان کے دل میں اس کے لئے خشیت پیدا ہو۔ ایک جابر اور ظالم بادشاہ کے لئے دل میں خوف پیدا ہوتا ہے خشیت نہیں پیدا ہوتی یعنی دل میں یہ جذبہ پیدا ہوتا ہے کہ کہیں اس کے ظلم کا نشانہ ہم نہ بن جائیں لیکن اللہ تعالیٰ توظالم اورجابر نہیں وہ تورحیم اوررحمان ہے۔ ہم کچھ بھی نہیں کرتے تب بھی وہ ہمیں اپنی عطا سے نوازتا ہے وہ رحمان ہے۔ اور جب ہم اس کے حضور کچھ پیش کرتے ہیں تو وہ کمال رحیمیت کی وجہ سے نہ ہمارے کسی حق کے نتیجہ میں ہمارے اعمال کو قبول کرتا اور بہتر جزا ہمیں دیتا ہے اور انسان کے دل میں یہ خوف پیدا ہوتا ہے کہ اس کے کسی گناہ کے نتیجہ میں اس کی کسی کمزوری کی وجہ سے وہ عظیم حسن واحسان کامالک ہم سے ناراض نہ ہوجائے اور اس کی محبت اور اس کی رضا سے ہم محروم نہ ہوجائیں۔

پس محبت کا ایک پہلو تو خشیت کا ہے یعنی ہر وقت انسان لرزاں و ترساں رہے کہ کسی گناہ اورکمزوری کے نتیجہ میں کہیں ہمارا رب کریم ہم سے ناراض نہ ہو جائے اورمحبت کا دوسراپہلو یہ ہے کہ انسان پورے عزم کے ساتھ ان اعمال کے بجالانے کی کوشش کرتا رہے کہ جن کے متعلق قرآنِ کریم نے کہا ہے کہ ان کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کے پیاراور رضا کو تم حاصل کرسکتے ہو۔ یہ دوسرا پہلو ہے ایک یہ کہ اس کی ناراضگی کہیں مول لینے والے نہ بن جائیں اوردوسرے یہ کہ اس کی رضا اور اس کی محبت کو حاصل کرنے والے ہم بنیں ورنہ یکطرفہ اور ناقص محبت جس کے نتیجہ میں محبوب کے دل میں مُحِبّ کی محبت پیدا نہیں ہوتی لایعنی چیز ہے اوریہاں یہ سوال نہیں کہ جس سے انسان

فطرتاً پیار کرتا ہے وہ اس سے پیار کرنے کے لئے تیار ہی نہیں۔ یہ نہیں اس نے تو اپنے پیار کے لئے انسان کو پیدا کیا۔ یہاں سوال یہ ہے کہ جو انسان سے پیار کرنا چاہتا ہے اور انسان جس کے پیار کو فطرتاً حاصل کرنے کا خواہش مند ہے کہیں وہی انسان اپنی کوتاہی یا غفلت یا گناہ یا اباء اور استکبار کے نتیجہ میں اپنے پیارے کو ناراض نہ کر لے اور اس سے دوری کے سامان نہ پیدا ہو جائیں اور جو محبت اس سے ملنی چاہیئے جس کا اس نے وعدہ کیا ہے جس کی اس نے بشارت دی ہے اس سے ہم کہیں محروم نہ ہو جائیں۔ پس ”سوائے اللہ کے اور کوئی معبود نہیں“ کے یہ معنی ہیں کہ اللہ کے سوا کسی کے متعلق ہمارے دل میں خشیت کا جذبہ نہ پیدا ہو۔ انسان جب خدا کا ہو جائے تو پھر دنیا کی طاقتیں اسے مرعوب نہیں کیا کرتیں اور جو شخص یہ کہے کہ میں دنیا کی طاقتوں سے مرعوب ہو گیا۔ دوسرے لفظوں میں وہ یہ اعلان کر رہا ہے کہ میرا خدا کے ساتھ واسطہ کوئی نہیں۔ ورنہ آدمؑ سے لے کر معرفت حاصل کرنے والوں نے خدا تعالیٰ کے پیار کے سمندر اپنے دلوں اور سینوں میں موجزن کئے اور سوائے خدا تعالیٰ کی خشیت کے اور کوئی خوف اور خشیت تھی ہی نہیں ان کے دلوں میں۔ یہ جو خشیت اللہ ہے یہ غیر اللہ کے خوف کو مٹا دیتی ہے۔ اللہ سے یہ ڈر کہ کہیں وہ ناراض نہ ہو جائے وہ ہر دوسرے کے خوف کو دل سے نکال دیتا ہے کیونکہ مثلاً ایک جابر بادشاہ کا یہ خوف ہو گا کہ کہیں ہم پر وہ ظلم نہ کرے اور اس لئے خدا سے منہ موڑ کر کوئی جاہل انسان اس ظالم کے ظلم سے بچنے کے لئے اس کی خوشامد کر سکتا ہے مگر ایک مومن اور خدا کا عارف بندہ خوشامد نہیں کر سکتا۔ بڑی دیر کی بات ہے۔ شاید سات آٹھ سال گزر گئے غالباً 1966-1967 کی بات ہے ایک موقع پر مجھے حاکم وقت سے ملنا تھا تو مجھے بڑے زور سے اللہ تعالیٰ نے یہ کہا کہ أَأَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ أَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (یوسف: 40) اور یہ میرے لئے عنوان تھا۔ ہدایت تھی کہ اس رنگ میں جا کر باتیں کرنی ہیں۔ پس یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ کمزوری سے بچانے کے لئے وقت سے پہلے ہی راہ بتا دی۔

ہم احمدی یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک محبوب روحانی فرزند کی بیعت میں آکر ہم نے اللہ تعالیٰ کی معرفت اپنے اپنے دائرہ استعداد میں حاصل کی۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں اور اس کا اعلان کرتے ہیں کہ ہم پورے اور کامل طور پر اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو پہچانتے ہیں۔ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه کو سمجھتے اور اس کے مطابق اپنی زندگی گزارتے ہیں۔ (اسی سلسلہ کی کڑیاں ہیں جو میں آپ کو بتا رہا ہوں) ایک

احمدی کا دل ہے۔ اس کے اندر سوائے خدا کی خشیت کے اورکسی کی نہ خشیت (پیدا) ہوسکتی ہے کیونکہ اس جیسا کوئی نہ حسن رکھتا ہے نہ احسان کرنے کی طاقت رکھتا ہے اور نہ کسی اور کا خوف پیدا ہوسکتا ہے کیونکہ اس کی عظمت اوراس کے جلال کو دیکھنے کے بعد دنیا کی بڑی سے بڑی طاقتیں خدا کے ایک عارف بندے کوکیڑے کی مانند نظر آتی ہیں اور محبت ورضائے الٰہی کیلئے ہی تویہ جماعت اور اس کے افراد اس قدر قربانی دے رہے ہیں کہ انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے اورپھر یہ جماعت خدا تعالیٰ کے پیار کو بھی حاصل کرتی ہے۔

اب پریشانی کے حالات پیدا ہوئے اورکچھ تجارت پیشہ لوگوں کو بھی پریشانی اٹھانی پڑی لیکن اس کا ردعمل یہ نہیں ہوا کہ کسی ایک نے بھی جماعت کویہ کہا ہو کہ ہمارے چندے معاف کردو یاکم کردو۔ یہ توہمارے علم میں ہے کہ بہتوں نے یہ کہا کہ اس وقت قربانی کا وقت ہے ہم ماہ بماہ چندے دینے کی بجائے آئندہ پانچ چھ مہینوں کا بھی اکٹھا چندہ دے دیتے ہیں اور انہوں نے دیا تو جماعت احمدیہ جو ہے وہ کس غرض کے لئے زندہ ہے؟ آپ سوچا کریں کہ کیوں آپ نے مہدیٔ معہود کو قبول کیا؟ کوئی مقصد ہونا چاہیئے ساری دنیا کو چھوڑ کر اپنے عزیزوں تک کی گالیاں سننے کیلئے تیار ہوگئے اورآپ نے مہدیٔ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ میں ہاتھ دے دیا۔

پس ایک ہی چیز ہے کہ مہدی معہود کے ذریعہ ہم نے اللہ تعالیٰ کوپہچانا اورمہدیٔ معہود کے ذریعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حسین وعدہ ہمارے کانوں میں پڑا کہ اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ کا منشاء یہ ہے اور اس کامنصوبہ یہ ہے کہ ساری دنیا میں اسلام کو غالب کرے ایک عام دنیوی عقل اس کو قبول نہیں‌کرتی عقلاً یہ انہونی بات ہے یہ کیسے ہوجائے گا۔ دنیا نے ایٹم بم بنالئے۔ یہ کرلیا وہ کرلیا۔ چاند پرکمندڈال لی۔ دوسرے ستاروں کی طرف اس کی نگاہیں اٹھی ہوئی ہیں اورتم یہ کہتے ہوکہ خدا نے یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ اسلام تمام ادیان پرغالب آئے گا۔ سلفِ صالحین اورپہلے جو صلحاء اوراولیاء امت میں گزرے ہیں انہوں نے یہ لکھا ہے کہ یہ زمانہ مہدی کا زمانہ ہے وہ زمانہ آگیا۔ ہم نے مہدی کو پہچانا اور اس کو قبول کیا۔ ہم قربانی دیتے ہیں اللہ تعالیٰ کی محبت کی خاطر اس کی خشیت کے باعث۔ وہ توہمیں یہ کہتا ہے کہ میں نے دنیا میں اسلام کو غالب کرنا ہے پھر بھی ہم سستی دکھائیں اور اس کو ناراض کرلیں۔ اوروہ تو یہ کہتا ہے کہ مَیں نے اس زمانہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا گھر گھر گاڑ دینا ہے اور تمہارے ذریعہ سے، ناچیز ذرّوں کے ذریعہ سے اپنی قدرت کے جلوے دنیا کو دکھانے کی خاطر۔ اورہم یہ کہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا

کے حصول کی ہمیں ضرورت نہیں ۔ ہم سست ہوجائیں گے غفلت کریں گے لیکن احمدی تو یہ نہیں کہتے۔ ایک ایسی جماعت خدا تعالیٰ نے پیدا کردی ہے کہ اسے دنیا پہچان ہی نہیں رہی کہ کس خمیر سے یہ بنی ہے اور خمیر وہی ہے جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ میری فطرت میں ناکامی کا خمیر نہیں ہے۔ ایک احمدی کی فطرت میں ناکامی کا خمیر نہیں خدانے کہا کہ میں دنیا میں اسلام کو غالب کروں گا اورہم اپنی جانیں تودے سکتے ہیں مگر اس عقیدہ سے ہٹ نہیں سکتے کہ خدا تعالیٰ نے یہ کہا ہے اور یہ بات پوری ہوکر رہے گی۔ یہ تو ہوکررہے گی اوراحمدی اس حقیقت کو جانتا ہے اور خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے وہ اس کے تمام احکام کی پابندی کرنے والاہے۔

تیسری چیزلَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ میں اورتیسرے معنی اس کے یہ ہیں کہ سوائے اللہ کے میرا کوئی معبود نہیں۔ دنیا میں عالمین میں کوئی ایسی ہستی نہیں جس کی صفات کارنگ میں اپنے اوپر چڑھاؤں میں صرف اس کا بندہ ہوں اور اس کی صفات میں میں رنگین ہونے کی کوشش کرتا ہوں۔ خداتعالیٰ کی صفت جو ہے اس کے متعلق آیا ہے۔ رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ (الاعراف:157) اللہ تعالیٰ کوجو گالیاں دینے والے دہریہ ہیں خدا تعالیٰ ان کو بھوکا نہیں مارتا بلکہ قرآن کریم نے تو یہ کہا کہ اس دنیا میں ہم ان کوبڑے مال دے دیتے ہیں کیونکہ جو روحانی اوردینی معاملات ہیں ان کے فیصلے اور جزاء سزا کے احکام دوسری دنیا میں جاری کئے جاتے ہیں ویسے بعض حکمتوں کے مطابق یہاں بھی جاری کئے جاتے ہیں لیکن عام اصول یہ ہے کہ یہاں نہیں بلکہ وہاں فیصلے ہوں گے لیکن جب ظلم آخری حد تک پہنچ جاتا ہے اور خدا کے بندوں پر انتہائی تکالیف نازل کی جاتی ہیں اس وقت خدا تعالیٰ اپنی قدرت اورمالکیت کے جلوئوں کی ایک جھلک جوآخری فیصلہ ہے اس کی جھلک اس دنیا میں دکھا دیتا ہے لیکن جب تک ظلم اس حد تک نہ پہنچے اس کی یہی سنت ہے۔ قرآن کریم نے یہی بیان فرمایا ہے۔ ہماری انسانی تاریخ نے یہی ریکارڈ کیا اور یہی محفوظ رکھا۔ خداتعالیٰ کی رحمت ہردوسری چیز پروسیع ہے اور اس کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ پس جب ہم یہ کہتے ہیں کہ سوائے اس کے ہمارا کوئی معبودنہیں اور اس کی صفات اپنے اندر پیدا کرینگے تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ کے حکم کے ماتحت اس کا یہ مطلب ہے کہ جس طرح خداتعالیٰ کی رحمت وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ہے اس کے بندے کا بھی رحم کا سلوک وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ کے ماتحت ہونا چاہیئے اورکسی پر غصہ یاکسی کو دکھ پہنچانے کا خیال بھی ایک احمدی کے دماغ میں پیدا نہیں ہونا چاہیئے۔ کجایہ کہ اس کا ہاتھ دکھ پہنچانے لگے دماغ کو بھی اس گندے خیال سے پاک رکھنا ایک احمدی کا فرض ہے۔ اس لئے کہ لَآ

اِلٰـہَ اِلَّا اللہ کے مفہوم کو ہم سمجھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی معرفت ہمیں حاصل ہے اور خدا تعالیٰ کا عبد بننا، اس کیلئے اپنی اس دنیاوی ظاہری زندگی سے عملاً ہاتھ دھوبیٹھنا۔ فنا کے لبادہ کواپنے اوپر اوڑھ لینا اوراسی رنگ میں رنگین ہونا اورنفسانی رنگوں اورجذبات کو مٹاڈالنا یہ ہونہیں سکتا جب تک اللہ تعالیٰ کے احکام کی اطاعت نہ کی جائے۔

اس لئے چوتھے معنی لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللہ کے جو ہمیں سمجھائے گئے وہ یہ ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی ہمارا مطاع نہیں اس کے احکام اس کے اوامرونواہی پر عمل کرنا ہمارا فرض ہے کیونکہ اس کے بغیر خدا تعالیٰ کارنگ ہم پر نہیں چڑھ سکتا۔ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ یہ لفظ ہمیں بتاتا ہے۔ اس سلسلہ میں مَیں بتا دیتا ہوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کیا ہیں توآپ نے کہاقرآن کریم (خُلُقُہُ الْقُرْاٰن)۔ قرآن کریم کیا ہے؟ یہ اب میں پوچھتاہوں۔ اوامر ونواہی یعنی احکام کامجموعہ ہے۔ برکات کا مجموعہ اور احسان کا مجموعہ ہے۔ پس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ قرآن کریم سارے کا سارا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں جلوہ گر ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی قرآنی اخلاق سے مزین اور خوبصورت بنی ہوئی ہے اورہمارے لئے وہ اسوہ ہے اس لئے دوسرے جزو کی ضرورت ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی کامل اتباع بندے نے کرنی ہو اس کاپورا اور حقیقی فرمانبردار بننا ہو تو اس کے فرمان کاعلم ہونا چاہیئے۔ فرمانبردار تبھی بنے گا کہ جو اس کا حکم ہے اس کاپتہ ہو۔ اگر فرمانبردار ہم نے بننا ہے اور حقیقی فرمانبردار بننا ہے تو اس کے فرمان کا ہمیں علم ہونا چاہیئے اورساری دنیا کی طرف اللہ تعالیٰ کا فرمان لانے والے حضرت خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ توفرمان کے علم کیلئے فرمان لانے والے پر یقین ہونا چاہیئے کہ جو یہ کہہ رہاہے کہ خدا تعالیٰ یہ احکام، یہ اوامر، یہ نواہی، یہ سبق اورزندگی کے مختلف شعبوں کے یہ اصول بیان کئے ہیں وہ سچا ہے۔ اس کے بغیر توآپ فرمان پر ایمان نہیں لائیں گے اور نہ آپ اس کے بغیر اتباع کرسکتے ہیں اورنہ خدا تعالیٰ کواپنا مطاع بنا سکتے ہیں۔ پس لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللہ نے تقاضا کیا کہ اس عظیم اور جلیل القدر ہستی پر ہم ایمان لائیں۔ جو خدا تعالیٰ کی کامل شریعت اور کامل ہدایت دنیا کی طرف لانے والا تھا یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ پس کلمہ طیّبہ کا دوسرا حصہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے اس میں دوایمانوں کی طرف اشارہ ہے۔ خالی حکم انسان کو پوری طرح عمل کرنے کااہل نہیں بناتا جب تک کوئی نمونہ سامنے نہ ہو۔ تونبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دوحیثیتیں ہیں اور دونوں بڑی پیاری حیثیتیں ہیں دونوں ہمیں آپ کا عاشق بنانے والی ہیں۔ ایک یہ کہ آپ کامل ہدایت اور شریعت لے کر آئے

اوردوسرے یہ کہ ان احکام کی بجا آوری میں نوعِ انسانی کیلئے آپ ایک کامل نمونہ بنے۔ آپ اسوۂ حسنہ تھے۔ آپ جیسا اسوہ نہ پہلوں نے کبھی دیکھا نہ بعد میں کوئی دیکھ سکتا ہے۔ پس خالص اتباع کا کامل نمونہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اورمُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ یہ دونوں معنی ہمیں بتاتا ہے۔ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ نے تقاضا کیا کہ فرمان آئے گا۔ جب کامل بندہ بننا ہے اور خداتعالیٰ کے اخلاق کے رنگ میں رنگین ہونا ہے تو ہمیں یہ پتہ ہونا چاہیئے کہ خدا چاہتا کیا ہے؟ اس کا حکم کیا ہے اس کا فرمان کیا ہے؟ اس واسطے فرمان لانے والے عظیم وجود پرایمان لانا ضروری ہوگیا اور فرمان لانے والے کے عظیم اسوہ حسنہ پر ایمان اور اعتقاد اور یقین بھی ضروری ہوگیا اس کے بغیر توکوئی شخص اپنے محدود دائرہ استعداد کے اندر روحانی ترقی کرہی نہیں سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایاہے کہ نبوت اور صدیقیت اوردوسرے جو بزرگی کے القاب اور مقامات ہیں صرف وہ ہی نہیں بلکہ روحانیت کا ادنیٰ سے ادنیٰ درجہ بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فیض کے بغیر انسان حاصل نہیں کرسکتا اور یہی ایک حقیقت ہے اس واسطے ہر شخص کیلئے خواہ وہ عالم ہو یا جاہل خواہ اس کی روحانی استعداد بڑی ہو یا چھوٹی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ اسوہ ہیں جو اس کے دائرہ استعداد میں اس کی روحانیت کو ممکن کمال تک پہنچا سکے(”ممکن کمال“ میں نے دائرہ کی وجہ سے کہا ہے اس اسوہ کے بغیر ایسا ممکن نہیں)۔ پس میں نے بتایا ہے کہ یہ ہمارا عظیم کلمہ ہے جس کا ایک جزو لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ اور دوسرا جزو مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ ہے اور سوائے اللہ کے کوئی ہمارا مطلوب نہیں اور اس طلب میں (مطلوب کا مطلب ہے جس کیلئے طلب ہو) ہم نے اس کی معرفت حاصل کی اور اس معرفت کے نتیجہ میں ہمارے دل میں اللہ تعالیٰ کی خشیت پیدا ہوئی اور اس کی رضا کے حصول کی ایک بہت بڑی تڑپ بھی پیدا ہوئی تاکہ اس کا پیار ہمیں حاصل ہو۔ صرف یکطرفہ ہمارا پیار نہ رہے اس کا پیار بھی ہمیں حاصل ہو اور اسکے پیار کے حصول کیلئے عبد بننا ضروری ہے۔ اس واسطے سوائے اس کے کوئی معبود نہیں۔ جب تک خداتعالیٰ کے اخلاق او راس کی صفات کے رنگ میں انسان رنگین نہ ہوخدا تعالیٰ کا پیارانسان حاصل نہیں کرسکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک اور پہلو سے اس کو بیان کیا ہے۔ ایک اورطریق سے آپ نے فرمایا ہے کہ وہ پاک ہے اور جب تک تم پاک نہیں ہوگے اس کی محبت کو پانہیں سکتے۔ وہ تمام صفات حسنہ سے متصف ہے۔ جب تک تم اور میں اس کے مطابق اخلاق اپنے اندر پیدا نہ کریں اس کی محبت کونہیں پاسکتے۔ وہ تمام کمزوریوں سے منزہ ہے۔ جب تک ہم استغفار کی چادر میں لپٹ کر اس کے فضل کے ساتھ اپنی بشری کمزوریوں کو چھپا نہ لیں اس وقت تک ہم اسکے پیار کو حاصل نہیں کرسکتے اور عبدبننے کیلئے اس کے فرمان

کے سمجھنے کی ضرورت ہے بلکہ مجھے یہ کہنا چاہیئے کہ اس کے فرمان کی موجودگی کی ضرورت ہے اور وہ پاک وجود جو کامل شریعت اورہدایت لایا اس پر ایمان کی ضرورت ہے اوران احکام کے مطابق، ان اوامرونواہی کے مطابق اپنی زندگیاں ڈھالنے کیلئے ایک بہترین ایک اعلیٰ ترین نمونہ کی ضرورت ہے جو ہمارے سامنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں رکھا گیا۔

پس یہ دنیا جس میں دنیا کے لوگ بستے ہیں ایک اوردنیا ہے اور وہ دنیا جس میں احمدی بستے ہیں وہ ایک اَور ہی دنیا ہے اور احمدیوں کا فرض ہے کہ اپنے نفسانی جذبات کو بالکل فنا کردیں اور کسی صورت میں کسی حال میں غصہ اور طیش میں نہ آئیں اورنفس بے قابو ہوکر وہ جوش نہ دکھلائے جو خدا تعالیٰ کی ناراضگی مول لینا ہے بلکہ تواضع اور انکسار کی انتہا کو پہنچ جائیں اوراپنی پیشانیاں ہمیشہ خداتعالیٰ کے حضور زمین پر رکھے رہیں۔ عملاً اس مادی زندگی میں یہ ممکن نہیں لیکن روحانی زندگی میں نہ صرف یہ کہ اس کا امکان ہے بلکہ ہزاروں لاکھوں ایسے لوگ پیدا ہوئے جن کی پیشانی خداتعالیٰ کے حضور ہمیشہ زمین پرپڑی رہی اورپھر خدا تعالیٰ نے اپنی رحمتوں سے انہیں نوازا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جوتیرے عُشاق بن جاتے ہیں توہردوعالم ان کو دے دیتا ہے (حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس ایک شعر کے دو مصرعوں میں لفظوں کی تبدیلی کرکے عجیب شان پیدا کی ہے) جو تیرے عاشق حقیقی بن جائیں تو ہر دوجہاں ان کو دے دیتا ہے لیکن جوخود کو تیرے غلام سمجھتے ہیں وہ ان جہانوں کولے کر کیا کریں؟ وہ تو تیرے در پرپڑے ہوئے ہیں اور اسی میں خوش ہیں۔ ہم بھی اس کے درپرپڑے ہوئے ہیں اوراسی میں خوش ہیں اورسوائے اس کے ہمارے دل میں کسی ہستی کی خشیت یا اس کی محبت کے حصول کا جذبہ پیدا نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ اپنے درپر ہی پڑا رہنے دے اور کبھی شیطانی وسوسہ ہمارے ماحول میں گھسنے نہ پائے کہ سب قدرتیں اسی کو ہیں۔

(روزنامہ الفضل ربوہ یکم اکتوبر 1974 صفحہ 2 تا 6)